مولانا اسمٰعیل نورانی، ماشاءاللہ ابھی نوجوان ہیں۔ چوبیس سال کی عمر میں انہوں نے اپنے اساتذہ سے اپنے علم کا لوہا منوالیا ہے۔ اسلئے ان سے یہ توقع رکھنا درست بھی ہے اور برمحل بھی کہ وہ ایک نئے پیرائے میں قرآن کی تفسیر کریں۔ میں ان سے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں اور تفسیر خازن کے ترجمے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور یہ مصرع ان کے نام کرتا ہوں۔ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

عام فہم ترجمہ و مختصر تفسیر

ہمارے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالرشید نعمانی (چیئرمین شعبۂ عربی، جامعہ کراچی) نے گذشتہ دنوں ایک ترجمۂ قرآن تحفتہً عنایت فرمایا، جو الرحیم اکیڈمی A-۷۷، اکرام آباد، لیاقت آباد کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ ہندوستان کے ایک عالم مولانا قاری محمد عبدالباری اورنگ آبادی (ولادت ۱۳۲۰ھ) کا ہے، جو جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن کے فارغ التحصیل ہیں۔ اسے "عام فہم ترجمہ و مختصر تفسیر" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ جو ایک ہی جلد پر مشتمل ہے، اور یہ جلد ۱۰۴۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پہلی بار یہ ۱۳۷۳ھ کو طبع ہوئی اور دوسری بار ۱۳۹۳ھ کو۔ میرے پیش نظر مذکورہ بالا تفسیر کے اسی دوسرے ایڈیشن کے عکسی نسخے کا مطبوعہ ایڈیشن ہے۔ جس پر ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء درج ہے گویا اس طرح یہ اس کی تیسری اشاعت ہے۔

مفسر نے اسے اپنی چھ سالہ محنت کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اس کی صحت و اصابت پر جن علماء و مشاہیر نے اپنی آراء ثبت کی ہیں۔ ان میں مولانا قاری محمد طیب قاسمی (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کا نام سرفہرست ہے۔ بعدہٗ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن اور جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے متعدد اساتذہ کی آراء و تقاریظ بھی شامل کی گئی ہیں۔

مولانا عبدالباری نے اسے عام فہم ترجمہ و مختصر تفسیر کا جو نام دیا ہے بلاشبہ وہ صحیح ہے۔ لیکن یہ ایک روایتی تفسیر ہے، جو مختلف تفاسیر کے خلاصہ پر مشتمل ہے۔ اس طرح کی تفسیر لکھنا بہت آسان ہے۔ اس انداز کی تفسیر لکھنے کا رواج ہر دور میں رہا ہے اور آج بھی جاری ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ترجمہ و تفسیر کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ترجمہ و تفسیر سے پہلے ان اصولوں کو ضرور بیان کرے جنہیں وہ اپنے ترجمہ و تفسیر میں برتنا چاہتا ہے۔ یا وہ وجوہات بیان کرے جن کے تحت وہ ترجمہ و تفسیر کرنا چاہتا ہے۔ فقط مترجم و مفسر بننے کے شوق میں ترجمہ و تفسیر نہ کرے۔

چونکہ یہ ترجمہ عکسی نقل لیکر طبع کیا گیا ہے۔ اسلئے کہیں کہیں طباعت واضح نہ ہونے کے سبب پڑھنے

میں دشواری لاحق ہوتی ہے۔

تفسیر اشراق المعانی

سید اقبال ظہیر انگریزی زبان و ادب کے معروف لکھاری ہیں۔ اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دین کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ وہ قرآن کے مترجم و مفسر ہیں۔ انکی انگریزی تفسیر اشراق المعانی کی بارہ جلدیں، اقراء ویلفیئر ٹرسٹ بنگلور (انڈیا) کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہیں۔ اور مزید دو جلدیں چھپنا باقی ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اشراق المعانی کی بارہ جلدیں اپنے ایک دوست کے ذریعے دمام (سعودی عرب) سے ازراہ محبت بھجوائی ہیں۔ اس پرخلوص علمی ہدیے پر راقم ان کا دلی مشکور ہے۔ اس تفسیر پر تبصرہ کسی آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا۔ واضح ہو کہ سید اقبال ظہیر گزشتہ پچیس سال سے مسلم ڈائجسٹ کے نام سے ایک انگریزی ماہنامہ بھی نکال رہے ہیں۔

محترمہ بینظیر بھٹو کی شہادت

آہ! جدید دنیائے اسلام کی پہلی مسلمان مسلم خاتون محترمہ بینظیر بھٹو کو ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷ء کے دن راولپنڈی کے لیاقت باغ میں دن دہاڑے قتل کر دیا گیا۔ ان کے قتل سے پورے ملک میں ہنگامے پھوٹ پڑے۔ اس وحشیانہ کارروائی کی مذمت میں پوری قوم نے ہم آواز ہو کر ثابت کر دیا کہ وہ محترمہ بینظیر کے قتل پر مغموم اور افسردہ ہی نہیں بلکہ غضبناک بھی ہے۔

اسلام نے عورتوں کو مردوں کے مقابلہ میں یہ فضیلت بخشی ہے کہ انہیں میدان جنگ میں بالعموم قتل کیے جانے سے روکا ہے اور اس طرح کی ممانعت کوئی معمولی بات نہیں۔ مطلب یہ کہ اسلام کے خلاف برپا ہونے والی لڑائی میں ان جنگ آزماؤں کو قتل کیا جاسکتا ہے جو مرد ہوں، عورتیں اس قتل سے مستثنیٰ ہیں۔

اسلام نے حرب و جنگ کے جو اصول متعین کر دیے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ انہیں دیکھ کر کوئی بھی اسلام کے باکمال و لازوال، ترقی یافتہ اور مہذب ہونے پر حرف زنی نہیں کر سکتا۔ ایسے اعلیٰ اصول دنیا کے کسی مذہبی لٹریچر میں نہیں ملیں گے، جو قرآن اور اس کی تصریحات میں موجود ہیں۔ پیغمبر اسلام نے ایک غزوہ میں جب لاشوں کا معائنہ کیا تو پتا چلا کہ ان میں ایک لاش کسی عورت کی ہے۔ آپ ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا، اسے کس نے قتل کیا ہے؟ اسی طرح کسی جنگ میں ایک صحابی نے دیکھا کہ کوئی شخص اپنے لوگوں کو مسلمانوں کے قتل پر اکسا رہا ہے۔ صحابی نے قریب جا کر اس پر وار کرنا چاہا مگر جب قریب پہنچے تو پتا چلا کہ وہ شخص مرد نہیں بلکہ مردانہ لباس پہنے ہوئے کوئی عورت ہے۔ چنانچہ وہ مجاہد اس پر وار کیے بغیر واپس پلٹ آیا۔ اس کی یہ واپسی دراصل اسلام کے قائم کردہ جنگی اصول کے احترام کے پیش نظر تھی۔

عورت پر حملہ کرنا ویسے بھی علم و تہذیب کی رو سے بزدلی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے محترمہ بینظیر